

شبِ مہتاب کے سلسلے میں فرماتے ہیں :

پنی جس قدر ملے شبِ مہتاب میں شراب
اس بلغمی مزاج کو گزری ہی راس ہے

نیز :

کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا برائی ہے
بلا سے آج اگر دن کو ابر و باد نہیں

مقطع میں شراب چھوڑنے کا جو ذکر ہے، وہ محض سخن گستری ہے، کیونکہ مرزا کی زندگی میں التوائے شراب کا مستند واقعہ صرف ایک ہے، یعنی ۲۲۔ جون ۱۸۶۲ء سے ۱۰۔ جولائی ۱۸۶۲ء تک، جیسا کہ علانی کے نام ایک مکتوب سے واضح ہے۔ یہ دو غزلہ بظاہر ۱۸۵۲ء کا ہے، کیونکہ اس زمین میں مومن کی بھی ایک غزل ہے اور ذوق کے بھی چند شعر ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سب ایک طرحی شاعر کا کلام ہے۔ مومن کا انتقال مئی ۱۸۵۲ء میں ہوا اور یہ دو غزلہ اس سے پیشتر کا ہونا چاہیے۔ گویا مقطع میں کسی واقعے کی طرف اشارہ نہیں، محض سخن طرازی کی گئی ہے۔

لغات : نخست : بخل
کنجوسی۔

سوؤ ظن : غیر شایاں گمان۔
شرح : خواجہ عاکی فرماتے ہیں :

"آج اس خوف سے شراب
نہ دی کہ کل نہ ملے گی، ساقی کوثر
کی فیاضی پر سوؤ ظن کرتا ہے۔"

کل کے لیے کہ آج نہ نخست شراب میں

یہ سوؤ ظن ہے ساقی کوثر کے باب میں

ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند

گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع

کہ وہ صراحتاً کہتا ہے کہ کل تک نہ تھی پسند